Journal of World Religions and Interfaith

ISSN: 2958-9932 (Print), 2958-9940 (Online)

Vol. 3, Issue 1, Spring 2024, PP. 157-183

HEC:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089593#journal_result

Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih

Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/issue/view/168

Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/jwrih/article/view/2912

DOI: https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2912

Publisher: Department of World Religions and Interfaith Harmony, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title Ayesha Bint Shati's Seerah Writing; A critical review

Author (s): **Dr. Muhammad Zubair Sheikh**
Lecturer of Islamiat, Govt. Associate College, Jahanian

Professor (retired) Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Retd. Prof. / Ex. Chairman, Department of Islamic Studies, Ex. Director Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University Multan

Received on: 08 January, 2024
Accepted on: 01 June, 2024
Published on: 22 June, 2024

Citation: Muhammad Zubair, and Professor (retired) Dr. Muhammad Idrees Lodhi. 2024. "Ayesha Bint Shati's Seerah Writing; A Critical Review". *Journal of World Religions and Interfaith Harmony* 3 (1):157-83. https://doi.org/10.52461/jwrih.v3i1.2909.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Journal of World Religions and Interfaith Harmony by the Department of World Religions and Interfaith Harmony is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

عائشہ بنت الشاطی کی سیرت نگاری کا تنقیدی جائزہ

Ayesha Bint Shati's Seerah Writing; A critical review

Dr. Muhammad Zubair Sheikh
Lecturer of Islamiat, Govt. Associate College, Jahanian
Email: irszubairsheikh@gmail.com

Professor (retired) Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Retd. Prof. / Ex. Chairman, Department of Islamic Studies
Ex. Director Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University Multan
Email: idreeslodhi@bzu.edu.pk

Abstract
The biography of the Prophet (PBUH) *is a topic on which a lot has been written from the first century of Hijra until today, a lot is being written and a lot will be written. This title has religious, academic, historical and contemporary utility, so Muslim scholars have written on this topic in every era. Men as well as women have moved their pen to express their devotion and love. From ancient to modern times, women have contributed to writing on this subject. Although their number is less as compared to men, but in modern times this number is increasing. Apart from regular books, theses at M.A., M. Phil and Ph. D level are being written in various public and private universities. In this regard, Arabic and English languages come after Urdu. A prominent name among women Sirah writers in Arabic is Ayesha Bint Shati from Egypt (died: 1998 AD). She has written one book on Sirat Al-Nabi in excellent literary style. In this article a critical review of his Sirah wirting is being presented. In the beginning, the personal details of the author are described. Then the introduction of the books compiled on Sirat Al-Nabi is listed and after that the style of his Sirah writing and the subtle points found in it are listed. Finally, the Conclusions and recommendations of the research are described.*

Keywords: Sirat Al- Nabi, Sirah Writing, Women Sirah Writer, Ayesha Bint Shati

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا عنوان ہے کہ جس پر پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بہت کچھ لکھا جارہا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ یہ عنوان دینی، علمی، تاریخی اور عصری افادیت کا حامل ہے، اس لیے ہر دور میں مسلمانوں نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی اپنی عقیدت و محبت کے اظہار میں قلم کو حرکت دی ہے۔ قدیم سے جدید دور تک اس موضوع پر لکھنے میں خواتین اپنا حصہ ملا رہی ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کم ہے لیکن جدید دور میں اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مستقل کتابوں کے علاوہ مختلف سرکاری اور نجی جامعات میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالہ جات لکھے جارہے ہیں۔ اس حوالے سے اردو زبان کے بعد عربی اور انگریزی زبان کا نمبر آتا ہے۔ عربی میں سیرت نگاری کرنے والی خواتین میں ایک نمایاں نام نامور مصری ادیبہ اور علوم قرآنیہ کی ماہر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی (وفات:1998ء) کا ہے۔ انہوں نے سیرت پر ایک کتاب بنام "مع المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" تصنیف کی ہے جو ادبی اسلوب میں واقعاتِ سیرت کو بیان کرتی ہے اور قارئین کے دلوں تک پیغامِ سیرت کو پہنچانے کے لیے ان کی کامیاب کاوش کہی جاسکتی ہے۔

کتاب کا مختصر تعارف:

یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے۔ اسے دار المعارف، القاھرۃ نے شائع کیا ہے۔ راقم کے پیش نظر کتاب کا تعدیل و تنقیح شدہ جدید طبع ہے جو 1992ء میں منصہ شہود پر آیا۔ اس کتاب کے کل 259 صفحات ہیں۔

مؤلفہ کا تعارف:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن مصری لکھاری اور مفکرہ تھیں۔ یونیورسٹی پروفیسر اور محققہ تھیں۔ آپ جامعہ ازہر کی مسلمان خاتون لیکچرر تھیں۔ علاوہ ازیں آپ مصر اور مجلہ "اہرام" کی پہلی خاتون صحافی تھیں۔ آپ پہلی مسلمان عرب خاتون ہیں جنھوں نے 1994ء میں عربی زبان وادب میں شاہ فیصل ایوارڈ حاصل کیا۔ آپ عالم عرب میں حقوق نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ تھیں۔ قرآنیات اور سیرت النبیصلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کا کام بہت قابل قدر ہے۔ آپ اسلام کے بارے میں نہایت وسیع معلومات رکھنے والی ایک دانشور اور فاضل خاتون تھیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں، ادبی شاہ پارے اور بے شمار مضامین ومقالات اپنی یادگار چھوڑے۔ آپ ادبی دنیا میں بنت الشاطی کے نام سے معروف تھیں۔ آپ نے یہ نام اپنے آبائی شہر دمیاط سے گزرنے والے دریائے نیل کے ساحل پر گزرے ہوئے زندگی کے ابتدائی خوبصورت ایام کی یاد میں رکھا تھا۔ ذیل میں آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر مختصر طور پر روشنی ڈالی جارہی ہے:

ولادت:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن مصر کے شہر دمیاط میں 6 ذی الحجہ 1331ھ بمطابق 6 نومبر 1913ء کو ایک علمی اور صوفی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد محمد عبد الرحمن جامعہ ازہر کے فاضل اور صوفی تھے، جبکہ آپ کے نانا جان دمیاط شہر کے منجھے ہوئے عالم دین تھے۔(1)

تعلیم و تربیت:

ڈاکٹر عائشہ کی پرورش اور تعلیم و تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی۔ ان کے والد الکتاب (اسلامی مدرسہ) میں معلم تھے۔ انہوں نے بنیادی تعلیم اپنے والد کے قدیم انداز کے مدرسے ہی میں حاصل کی۔ قرآن مجید کی تعلیم مکمل کرنے کرنے عائشہ نے 1929ء میں طالبات کی تدریس کی سند بطور بیرونی طالبہ حاصل کی اور پہلی پوزیشن کی حق دار ٹھہریں۔ 1934ء میں انہوں نے ثانوی تعلیم کا ادبیاتی سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔ اس وقت ان کی عمر اکیس سال تھی۔ 1939ء میں انہوں نے قاہرہ یونیورسٹی سے عربی ادب میں بی اے کی ڈگری اور دو سال بعد ایم (ادبیات) کی ڈگری حاصل کی۔(2) 1950ء میں انہیں ڈاکٹریٹ کی اعلیٰ سند سے نوازا گیا۔ آپ کے بیرونی ممتحن ممتاز عرب مصنف ڈاکٹر طٰہٰ حسین تھے۔(3)

---

(1) http://hayatouki.com/portraits/content/1870141 اخذ کردہ: 19 مارچ 2021 بروز جمعہ، بوقت: 6:15 شام

(2) وثیر، امین اللہ، ڈاکٹر، عالم عرب میں حقوقِ نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ کا ذکر جمیل، مندرجہ کتاب: قرآن کریم کا اعجازِ بیان از ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی، ترجمہ: محمد رضی الاسلام ندوی، دار الکتاب، اردو بازار، لاہور، جولائی 2004ء، ص: 362 – 363

3) https://web.archive.org/web/20081203001407/http://www.islam-online.net/iol-arabic/dowalia/mashaheer-10.asp اخذ کردہ: 19 مارچ 2021 بروز جمعہ، بوقت: 6:15 شام

تعلیم وتدریس:

تعلیم وتدریس کا آغاز ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن نے جامعہ قاہرہ کے کلیہ فنون(Faculty of Arts)میں عربی ادب کی ریڈ پروفیسر تفسیر وتعلیمات (ایسوسی ایٹ پروفیسر) کی حیثیت سے کیا اور اس کے بعد مصر اور مصر سے باہر کئی جامعات میں اعلیٰ تدریسی مناصب پر فائز رہیں۔ مثلاً پروفیسر تفسیر کلیہ شریعہ جامعہ القرویین، مغرب میں تقریباً بیس سال تک پڑھایا۔ اسی طرح پروفیسر ادبیات عربی عین الشمس یونیورسٹی، مصر، جبکہ وزٹنگ فیکلٹی کی حیثیت سے ام درمان یونیورسٹی(1967ء)، خرطوم اور جزائر یونیورسٹی(1968ء)، بیروت یونیورسٹی(1972ء)، امارات یونیورسٹی(1981ء)اور کلیہ تربیت للبنات، الریاض(1975 – 1983ء)میں اپنے تدریسی فرائض سر انجام دیے۔ (4)

علمی و تحقیقی مشاغل:

طویل تدریسی زندگی کے دوران وہ اپنے طبع زاد تحقیقی و علمی مشاغل کے علاوہ یونیورسٹی کے صدہا طلبہ کے تحقیقی کاموں کی نگرانی بھی کرتی رہیں۔ ان کا مخصوص تحقیقی میدان قرآن، تفسیر، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خاندانِ نبوت تھا۔ "القرآن اور انسانی مسائل" ڈاکٹر عائشہ کی وہ معرکہ آرا کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ان کی قرآن مجید کے ساتھ گہری عقیدت ومحبت کا اظہار ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر میں ان کا طرزِ نگارش وہ تھا جسے "خطیبانہ ادبی انداز" کہا جاتا ہے۔ اس طرزِ تحریر میں قرآن مجید کے ہر عنوان کا مطالعہ تمام متعلقہ آیات کو باہم مربوط انداز میں سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اس میں عربی محاورے اور ضرب الامثال سے رہنمائی لی جاتی ہے اور لسانی رجحانات ومیلات کی تصریح کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر عائشہ یہ طرز اپنانے کے باوجود اپنی تفسیر کو قرآن کی تفسیر نہیں کہتی تھیں، بلکہ یہ سمجھنے کا ایک راستہ یا ذریعہ قرار دیتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مخصوص الفاظ کیوں استعمال کیے اور مطالب ومعانی کی وضاحت کے لیے دوسرے الفاظ کو کیوں چھوڑ دیا۔ سنت نبوی کے سلسلہ میں ڈاکٹر عائشہ نے اصطلاحات واقسام حدیث کے بارے میں لکھی گئی عظیم تحقیقی کتاب "مقدمہ ابن الصلاح" کی جانچ پڑتال کی اور اس کی تشریح وتوضیح کا کارنامہ سر انجام دیا۔ ڈاکٹر عائشہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر بھی بہت کچھ لکھا۔ بصیرت افروز انداز میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ

---

(4) http://www.syrianstory.com/b.alchty.htm اخذ کردہ: 19 مارچ 2021 بروز جمعہ، بوقت: 6:15 شام

صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور نواسیوں کے بارے میں معلومات جمع کیں اور مستشرقین کے غلط تصورات اور بے بنیاد دعووں کی عالمانہ انداز میں تردید کی۔ (5)

صحافتی خدمات:

دینی واسلامی موضوعات کی طرف متوجہ ہونے اور اس میدان میں بلند مرتبہ حاصل کرنے سے پیشتر ڈاکٹر عائشہ نے صحافت میں بھی خاصی شہرت پائی۔ وہ مصر کی اہم خاتون کالم نگار تھیں۔ ان کا کالم مشہور مصری اخبار "الاہرام" میں 1936ء سے مسلسل شائع ہوتا رہا اور یہ کسی خاتون دانشور کا اس شہرہ آفاق اخبار میں تحریر کا طویل ترین دور سمجھا جاتا ہے۔ (6)

تصنیفات و تالیفات:

آپ نے ابتدائی دور میں ہی تصنیف و تالیف کی طرف توجہ دینا شروع کر دی تھی۔ علوم اسلامیہ، عربی زبان وادب اور سیرت و تاریخ میں آپ نے بہت سی کتابیں سپرد قلم کیں۔ ذیل میں آپ کی چند کتب کے نام مع ناشر اور سن اشاعت دیا جارہا ہے:

1. أبو العلاء المعري، القاهرة: الهيئة المصرية العامة للكتاب ، , 1975
2. أرض المعجزات : رحلة في جزيرة العرب، الطبعة الثانية مزيدة ومنقحة مع تعريف بالأعلام وتحديد للأماكن، مصر : دار المعارف للطباعة و النشر, 1956
3. الاسرائيليات في الغزو الفكري، القاهرة: جامعة الدول العربية، المنظمة العربية للتربية والثقافة والعلوم، معهد البحوث والدراسات العربية، , 1975
4. الإعجاز البياني للقرآن ومسائل إبن الأزرق، مصر : دار المعارف , 1971
5. أم النبي، القاهرة : الشركة العربية للطبعة والنشر, 1958
6. بطلة كربلاء : زينب بنت الزهراء، بيروت : دار الأندلس , الطبعة الثانية: 1956
7. بنات النبئ، بيروت : دار الكتاب العربي , 1963
8. التفسير البياني للقرآن الكريم الجزء الأول، القاهرة : دار المعارف , 1962

(5) وثیر، عالم عرب میں حقوقِ نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ کا ذکر جمیل، ص:364 – 365

(6) http://www.syrianstory.com/b.alchty.htm اخذ کردہ: 19 مارچ 2021بروز جمعہ، بوقت:6:15شام

9. التفسير البياني للقرآن الكريم الجزء الثاني، القاهرة : دار المعارف , 1990
10. الحياة الانسانية عند أبي العلاء : لم خلقنا ؟ و كيف نحيا، و إلي أين المصير ؟، مصر : مطبعة المعارف و مكتبتها , 1944
11. الخنساء، مصر : دار المعارف , 1957
12. دار السلام في حياة أبي العلاء، بغداد : وزارة الارشاد , 1964
13. رجعة فرعون، القاهرة : الهيئة االمصرية العامة للكتاب , 2014
14. سكينة بنت الحسين، القاهرة: دار الهلال , 1965
15. سيد العزبة : قصة امرأة خاطئة، القاهرة: مطبعة المعارف , 1944
16. على الجسر بين الحياة والموت, : سيرة ذاتية، القاهرة: الهيئة المصرية العامة للكتاب، , 1986
17. قيم جديدة للأدب العربي القديم والمعاصر القاهرة : دار المعارف بمصر , 1970
18. لغتنا والحياة، القاهرة: دار المعارف, 1971
19. مع أبي العلاء في رحلة حياته، بيروت : دار الكتاب العربي , 1972
20. مقال في الانسان : دراسة قرآنية، مصر : دار المعارف , 1969
21. مقدمة ابن الصلاح في علوم الحديث : و محاسن الإصطلاح / تصنيف: عثمان بن صلاح الدين الشهرزوري ; توثيق و تحقيق عائشة عبد الرحمن بنت الشاطىء / القاهرة : الهيئة المصرية العامة للكتاب , 1974
22. نساء النبي عليه الصلاة والسلام، القاهرة : دار الهلال , 1967 (7)

آپ کی بعض کتابوں کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔(8)

آپ کی تحریر کردہ کتب کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد جن حضرات وخواتین نے سیرت پر قلم اٹھایا ہے، انہوں نے آپ کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ اور اپنی فہرست مصادر و مراجع میں ان کی کتب کا بطور خاص تذکرہ کیا ہے۔

(7) https://www.idref.fr/086076973 اخذ کردہ: 19 مارچ 2021 بروز جمعہ، بوقت: 6:15شام

(8) وشیر، عالم عرب میں حقوقِ نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ کا ذکر جمیل، ص:367

سماجی خدمات:

بنت الشاطی نے خواتین کی بے شمار کانفرنسوں اور عورتوں سے متعلق سیاسی مباحثوں میں شرکت کی جہاں وہ عرب دنیا میں حقوق نسواں کا دفاع اور تہذیبی میدان میں ان کے کردار کی اہمیت کو واضح کرتی رہیں۔ اس طرح وہ ممالک عربیہ میں حقوق نسواں کی صف اول کی رہنما اور عملی کارکن بن کر ابھریں۔ لیکن وہ فیمینسٹ نہیں تھیں، بلکہ عورتوں کے حقوق کے بارے میں ان کی تائید وحمایت کا سارا دار ومدار اسلامی تعلیمات پر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے اور احکامِ دین پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی۔ (9)

ڈاکٹر عائشہ خانگی زندگی کے تقدس کی علمبردار تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے گھریلو معاملات اور اہل خانہ کی حفاظت وسلامتی کے بارے میں بڑی حساس تھیں۔ وہ اپنے والدین کی اطاعت شعار بیٹی، اپنے خاوند شیخ امین الخولی سے محبت رکھنے والی با ادب بیوی اور اپنے تین بچوں کی مشفق ماں تھیں۔ (10)

وفات:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی نے بھرپور علمی زندگی گزارنے کے بعد 3 دسمبر 1998ء کو قاہرہ میں وفات پائی۔ ان کے جنازے میں ہزار ہا لوگوں نے شرکت کی جن میں مصر کے وزیر اعظم اور شیخ الازہر کے علاوہ بے شمار صاحبان علم وفضل اور تعلیم وتعلم سے وابستہ افراد، شعراء، ادباء، ذرائع ابلاغ اور زندگی کے دوسرے شعبوں سے متعلقہ شخصیات شامل تھیں۔ (11)

(9) https://www.amrkhaled.net/Story/1006295 اخذ کردہ: 19 مارچ 2021 بروز جمعہ، بوقت: 6:15 شام

(10) وشیر، عالم عرب میں حقوقِ نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ کا ذکر جمیل، ص: 367

(11) مصدر سابق، ص: 368

علماء وزعماء کا خراج تحسین:

ان کی علمی فضیلت اور تعلیمی میدان میں ان کی شاندار میں ان کی شاندار مساعی کو فقط ان کے تلامذہ، رفقاء کار اور تعلیم وصحافت سے تعلق رکھنے والے زعماء ہی نے خراج تحسین پیش نہیں کیا، بلکہ مصر کا سٹیٹ ایوارڈ(1978ء)، کویت کا انعام برائے ترقی علوم(1988ء)(12)اور شاہ فیصل انعام برائے عربی زبان وادب(1994ء)عطا کیا گیا۔(13)

ڈاکٹر عائشہ کے بارے میں بہت سے مقالات لکھے گئے جن میں "غیر فانی شخصیتوں کا مرقع"، "افکار اسلامی کی ایک بہادر (پہل کار) محقق" اور "ایک مصنفہ جس نے قرآن کے سائے میں زندگی گزاری" جیسے اہم مضامین شامل ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتاہے کہ اپنے مخصوص تحقیقی میدان قرآن، تفسیر اور سنت نبوی میں ان کا کتنا بلند مقام تھا اور انہیں اہل علم وفن کے ہاں کس قدر عزت واحترام کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔(14)

کتاب کا تعارف:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی، وہ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھا۔ مہد سے لحد تک جس ہستی کا ذکر انہوں نے سب سے زیادہ اپنے ارد گرد سنا، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ اس لیے انہوں نے تصنیفی زندگی میں خاص طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے کا ذکر اپنے ادبی قلم سے حوالہ قرطاس کیا اور "ام النبیصلی اللہ علیہ وسلم"، "نساء النبیصلی اللہ علیہ وسلم" اور "بنات النبیصلی اللہ علیہ وسلم" کے عناوین سے کتابیں تصنیف کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر تفصیلی گفتگو کرنے کے لیے یہ کتاب "مع المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" تحریر کی۔ مؤلفہ کی بقیہ کتبِ سیرت کا تحقیقی جائزہ کسی دوسرے آرٹیکل میں لیا جائے گا۔ ان شاءاللہ

مقصدِ تالیف:

کتاب کا مقصدِ تالیف بیان کرتے ہوئے مؤلفہ لکھتی ہیں:

---

(12) http://hayatouki.com/portraits/content/1870141اخذ کردہ:19مارچ2021بروز جمعہ، بوقت:6:15شام

(13) https://kingfaisalprize.org/professor-aisha-abd-al-rahman-bint-ash-shati اخذ کردہ: 19 مارچ 2021بروز جمعہ، بوقت:6:15شام

(14) وشیر، عالم عرب میں حقوقِ نسواں کی اولین رہنما اور بے بدل ادیبہ کا ذکر جمیل، ص:364

”اللہ تعالیٰ کی توفیق اور احسان کے ساتھ جب میں نے اسلامی ادبیات میں اپنی منہجی کاوش ”التفسیر البیانی للقرآن الکریم“ اور اپنے قرآنی مطالعات کا حاصل بعنوان: ”مقال فی الانسان“، الشخصیۃ الاسلامیۃ“ اور ”القرآن وقضایا الإنسان“ کو پیش کیا اور کئی سال تک مصروف رکھنے والے اپنے مقالہ ”الاعجاز البیان للقرآن الکریم“ کو مکمل کر لیا اور علوم الحدیث کی قیمتی ترین کتاب ”مقدمہ ابن الصلاح ومحاسن الاصطلاح“ کی تحقیق سے فرصت پائی تو صحبتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آرام وسکون حاصل کیا۔“(15)

گویا مؤلفہ نے اس کتاب کو اپنی ذہنی اور قلبی سکون کو حاصل کرنے کے لیے لکھا ہے۔ کیونکہ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرِ خدا سے جڑا ہوا ہے اور ذکرِ خدا کے متعلق فرمان الٰہی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (16)

”یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔“

علاوہ ازیں اس کتاب کی تحریر کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمان اللہ کی عطا کردہ نعمتِ اسلام کا شکر ادا کر سکیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہستی کے رسول بن کر آنے کی قدر کر سکیں۔

اندازِ تالیف:

ڈاکٹر عائشہ نے اس کتاب کو تاریخ وسیرت کی کتاب سمجھ کر نہیں لکھا بلکہ مطالعہ سیرت کے بعد اپنے قلبی واردات کو ادبی انداز میں قلم بند کیا ہے۔ اپنی وجدانی کیفیت کو حوالہ قرطاس کرنے کا مقصد یہ بھی تھا کہ مسلمان اپنے شاندار ماضی کے ساتھ اپنے حال کو مربوط کر سکیں اور مستقبل کے لیے سیرت النبیصلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اپنے لیے لائحہ عمل تیار کر سکیں۔

کتاب کے ہر باب کی ہر فصل کے آغاز میں مؤلفہ نے کسی آیت، حدیث یا قول کو نقل کیا ہے جو اس پوری فصل کا خلاصہ یا مرکزی خیال اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ یہ اندازِ تالیف قاری کے لیے بہت مسحور کن ہے جو اسے اپنے سحر میں جکڑ

(15) بنت الشاطئ، عائشۃ عبد الرحمن، الدکتورۃ، مع المصطفی ﷺ، دار المعارف، مصر، 1992م، ص:11

(16) القرآن، الرعد:13/28

لیتا ہے اور کتاب کے مطالعہ پر مجبور کرتا ہے اور اسے اکتانے نہیں دیتا۔ مثال کے طور پر پہلے باب کی پہلی فصل کا عنوان ہے: "ام القریٰ اور بیت العتیق" اس کے آغاز میں یہ آیت درج کی ہے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(17)

دوسرے باب کی پہلی کا عنوان ہے: "لیلۃ القدر میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ"۔ فاضلہ مؤلفہ نے فصل کے آغاز میں یہ آیت درج کی ہے:

سَلٰمٌ ہِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (18)

ترتیبِ کتاب:

کتاب کی ترتیب بہت عمدہ ہے۔ اندورنی سرورق کے بعد ایک صفحہ پر سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیت لکھی ہے جس میں بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بیان ہوئے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ(19)

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی آیات پڑھتا، ان (کی زندگیوں) کو سنوارتا اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔"

اس کے بعد فہرست مضامین ہے جو کہ تین صفحات پر مشتمل ہے۔ پھر فاضلہ مؤلفہ نے کتاب کا انتساب لکھا ہے جو کہ ان کے اپنے بیٹے انجینئر اکمل امین خولی کے نام ہے۔ ان کا یہ بیٹا ان کی حیات میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا تھا۔ انتساب کے آخر میں ربیع الآخر 1412ھ بمطابق اکتوبر 1991ء کی تاریخ درج ہے۔ انتساب کے بعد ڈاکٹر عائشہ نے "ھذا الکتاب" کے عنوان

---

(17) القرآن، البقرۃ:2/125

(18) القرآن، القدر:97/5

(19) القرآن، آل عمران:3/164

سے دو صفحات پر محیط کتاب کا مقدمہ لکھا ہے جس میں اس کا مقصدِ تالیف اور اندازِ تالیف ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد کتاب کا متن ہے جس کا صفحہ نمبر 13 سے آغاز ہو رہا ہے اور صفحہ نمبر 259 پر اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔

کتاب کے موضوعات:

ڈاکٹر صاحبہ نے کتاب کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ گویا کتاب کے پانچ ابواب ہیں اور ہر باب کو فاضلہ مؤلفہ نے ایک عنوان دیا ہے۔

باب اول:

باب اول کا عنوان ہے: "قبل از بعثت: خانہ اور اہل خانہ" یہ باب 26 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مکہ مکرمہ اور بیت اللہ کے احوال پر مختصر روشنی ڈالی ہے اور بعثتِ محمدی کے لیے اس کے انتخاب کی وجہ بیان کی ہے۔ اسی ضمن میں بیت اللہ کی تعمیر، حج بیت اللہ کے لیے ندائے خلیل اور خلیل و ذبیح کے بعد یہاں بت پرستی کے اسباب اور مشرکین مکہ کے مشرکانہ اقوال وافعال بیان کیے۔ اس کے بعد اس خطے پر رحمتِ ربانی کے متوجہ ہونے کو بیان کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور اس سے پہلے پیش آمدہ ارہاصات وواقعات کو تحریر کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بعثت تک کے واقعات کو اختصار اور جامعیت کے ساتھ لکھا ہے۔ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت، بچپن، لڑکپن، نوجوانی اور جوانی کی عمر کے واقعات شامل ہیں۔

بنت الشاطئ نے اس باب میں درج ذیل تین ذیلی عنوانات کے تحت مواد کو درج کیا ہے:

(1) ام القریٰ (یعنی وادی مکہ) اور قدیم گھر (یعنی خانہ کعبہ) (2) یتیم ہاشمی کی پیدائش۔ (3) پیدائش سے غارِ حرا تک

باب دوم:

باب دوم کا عنوان ہے: "مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ" یہ باب 70 صفحات پر محیط ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد والی مکی زندگی کو بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں پہلی وحی کا واقعہ، سابقین اولین کے نام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کی وجہ سے پہنچنے والی تکالیف، قریش کی طرف سے ترغیب وترہیب کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرضِ تبلیغ سے باز رکھنے کی مساعی کا ذکر، ہجرتِ حبشہ، حمزہ

وعمر رضی اللہ عنہما کے قبولِ اسلام کا واقعہ، طفیل بن عمرو دوسی کا مشرف بہ اسلام ہونا، بنو ہاشم کا سماجی مقاطعہ، عام الحزن اور واقعہ اسراء ومعراج بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں درج ذیل سات ذیلی عناوین ہیں:

(1) لیلۃ القدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (2) سابقون اولون (3) رات کی قسم! جب وہ چھا جائے (4) یا وہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ (5) ہجرتِ حبشہ (6) سماجی مقاطعہ اور عام الحزن (7) واقعہ اسراء

باب سوم:

باب سوم کا عنوان ہے: "تبدیلی کے آثار" یہ باب 32 صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر عائشہ نے عام الحزن کے بعد جو خوش کن واقعات پیش آئے، ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً: نجران کے عیسائیوں اور یثرب کے لوگوں کا مکہ آنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لینا۔ اس ضمن میں مؤلفہ نے نصاریٰ کی گمراہیوں اور ان کے خصائص کو بیان کیا ہے۔ اس باب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغ کے لیے طائف جانے والا مشہور واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ باب کی آخری فصل میں بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تبلیغی مساعی کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ باب کے آخر میں مدینہ سابقہ یثرب کی تاریخی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اس باب میں تین ذیلی عنوانات ہیں جنہیں ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

(1) نجران و یثرب (2) بند دروازے (3) بیعت عقبہ اور مابعد پیش آمدہ واقعات

باب چہارم:

باب چہارم کا عنوان ہے: "دارِ ہجرت میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ" یہ باب سب سے طویل ہے جو 108 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس باب کی ابتدا میں ڈاکٹر عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے مدینہ ہجرت کے واقعات بیان کیے ہیں۔ پھر مؤمنین کے لیے اذنِ جہاد کے حکم کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ مدینہ میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا۔ قریشِ مکہ، یہود اور منافقین۔ پھر ان تینوں دشمنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح نمٹا، اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ سب سے پہلے قریشِ مکہ سے ہونے والے معرکوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں بدر واحد، احزاب وحدیبیہ اور فتح مکہ کے واقعات درج کیے گئے ہیں۔ پھر یہود کے مدینہ سے اخراج کو بیان کیا گیا ہے اور اس ضمن میں غزوہ بنو قینقاع، غزوہ بنی نضیر، غزوہ بنو قریظہ اور غزوہ خیبر کے واقعات تحریر کیے گئے ہیں۔ آخر میں منافقین کی ذلت

ور سوائی کو قلم بند کیا گیا ہے۔ اس باب میں مسجد نبوی کی تعمیر، تحویلِ قبلہ، ابتدائی سرایا، واقعہ افک، شاہانِ عالم کے نام نبوی دعوتی مکتوبات، غزوہ موتہ، غزوہ حنین، غزوہ تبوک کے واقعات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

اس باب میں درج ذیل عنوانات کے تحت مواد کو پیش کیا ہے:

(1) ہجرت اور تاریخ (2) میدانِ تنازعہ میں موقف کی جہات (3) تحویل قبلہ (بیت المقدس سے) بیت اللہ کی طرف (4) مشرکینِ قریش سے ٹکراؤ کا عہد (5) یومِ بدر اور طاقت کے ترازو (6) غزوہ احد سے حاصل شدہ ایک سبق اور ایک شہید کا پیغام (7) اسلام کو درپیش تین محاذ: یہودی، بت پرست قریشی، منافقین

1. یہودی محاذ آغازِ ہجرت سے خیبر تک قائم رہا۔ اس دوران درج ذیل اہم واقعات رونما ہوئے: غزوہ احزاب اور بنو قریظہ۔ واقعہ افک۔ اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا
2. قریشی محاذ حدیبیہ کی جنگ بندی سے فتح مکہ اور غزوہ حنین تک جاری رہا۔ اس دوران درج ذیل اہم واقعات پیش آئے:

حدیبیہ کی جنگ بندی اور بیعتِ رضوان۔ جسے تم نے امان دی، اسے ہم نے بھی امان دے دی۔ غزوہ مؤتہ کا تجربہ اور رومیوں سے سامنا۔ مکہ روانگی۔ فتح مکہ۔ اور غزوہ حنین کے دن کو یاد کرو جب تمھاری کثرت نے تمھیں پسند آئی

3. منافقین اور رسوائی

باب پنجم:

باب پنجم کا عنوان ہے: ”اور لوگ الٰہی دین میں فوج در فوج داخل ہو گئے“ یہ باب سب سے مختصر ہے جو صرف 9 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس باب میں ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن نے سن نو ہجری میں قبولیتِ اسلام کے لیے آنے والے وفودِ عرب کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد حجۃ الوداع کا مختصر ذکر ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور کفن دفن کے مراحل کو مختصر اًحوالہ قرطاس کیا گیا ہے۔ اس باب کے درج ذیل ذیلی عنوانات ہیں:

وفود کا سال۔ حجۃ الوداع اور آیت ”تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت“ (کا نزول)۔ روانگی

کتاب کی پانچ ابواب میں تقسیم اور ہر باب کو منفرد الفاظ کا جامہ پہنانا اور ہر باب کے تحت ادبی ذیلی عنوانات لگانا ڈاکٹر عائشہ کی بجا طور پر علمی وادبی کاوش ہے جو عربی زبان وادب کا ذوق رکھنے والے قارئین کو سیرتِ طیبہ کے مطالعہ پر ابھارتی ہے۔

کتاب کا منہج واسلوب:

کتاب کے مطالعہ کے بعد اس کی جو خوبیاں نظر نواز ہوئیں اور اس کے منہج واسلوب کے متعلق جو کچھ علم ہو سکا، ذیل میں اسے عنوانات کے تحت ذکر کیا جا رہا ہے۔

ادبیانہ اسلوب:

عصر حاضر میں سیرت النبیصلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف اسالیب میں تحریر کیا جا رہا ہے۔ بعض علماء محدثانہ اسلوب اپناتے ہیں، بعض مصنفین مؤرخانہ اسلوب کو ترجیح دیتے ہیں، جبکہ بعض مؤلفین فقیہانہ اسلوب میں واقعاتِ سیرت کو احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔ڈاکٹر محمود احمد غازی کے مطابق سیرت نگاری کے سات مناہج اور اسالیب ہیں جن میں محدثانہ، مؤرخانہ اور فقیہانہ کے علاوہ متکلمانہ، مناظرانہ، مؤلفانہ اور ادیبانہ اسالیب شامل ہیں۔ ادیبانہ اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

"ادیبانہ اسلوب سے مراد یہ ہے کہ واقعات کو خالص ادبی اسلوب نظم یا نثر میں مرتب کیا جائے۔ دراصل جب سیرت کے واقعات مرتب ہو گئے، مستند قرار پا گئے اور لوگوں تک پہنچ گئے تو بعض ادیب حضرات نے ان کو یا تو حکایت کے انداز میں یا نظم میں یا مکالمہ اور کہانی کے انداز میں بیان کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ عامۃ الناس میں وہ لوگ جو سیرت پر سنجیدہ کتابیں نہیں پڑھنا چاہتے، ان کے لیے سیرت کے مواد میں ایسی ادبی چاشنی اور رنگ پیدا کر دیا جائے کہ غیر متخصص بھی سیرت کا مطالعہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔" (20)

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن بنت الشاطی نے اپنی اس کتاب کو اسی ادیبانہ اسلوب کے تحت تحریر کیا ہے۔ انہوں نے اپنی بساط بھر مستند مواد کو جمع کر کے ادبی انداز میں قاری کے سامنے رکھ دیا ہے۔ پوری کتاب میں تشبیہ، تلمیح، کنایہ وغیرہ ادبی اصناف کا خوبصورت اطلاق نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر حج بیت اللہ کے لیے ندائے خلیل کو قرآنی آیات سے الفاظ مستعار لے کر اس طرح لکھتی ہیں:

"وبأمر الله تعالى، أذّن إبراهيم في الناس بالحج إلى البيت العتيق، فأتوه رجالا وعلى كل ضامر يأتين من كل فجّ عميق." (21)

---

(20) غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، محاضراتِ سیرت، الفیصل ناشران، اردو بازار، لاہور، اشاعت سوم: ستمبر 2009ء، ص:205

(21) بنت الشاطئ، مع المصطفى ﷺ، ص:16

اولین و مستند مصادرِ سیرت سے استفادہ:

عمومی طور پر ادیب حضرات اپنی عبارت آرائی کے لیے حقائق کو توڑ مروڑ دیتے ہیں اور قاری کے لیے خوبصورت نثر پیش کرنے کے لیے غیر مستند باتیں بھی اپنے بیان میں شامل کر لیتے ہیں، لیکن ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن نے اپنی کتابِ سیرت میں ادبی چاشنی کے ساتھ قلم کی ثقاہت کو مجروح نہیں ہونے دیا، بلکہ اولین و مستند مصادرِ سیرت سے استفادہ کر کے اپنے قارئین کو معتمد و معتبر معلومات فراہم کی ہیں۔ وہ اپنی تائید میں ثقہ اور قابلِ اعتماد سیرت نگاروں کے بیان بھی بصورتِ اقتباس ذکر کر دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اہلِ مکہ میں بت پرستی آگئی تھی، اس کی تائید میں ابن اسحاق کا قول لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ ابتداءً اہلِ مکہ جب کسی سفر پر جاتے تو مکہ کی مقدس وادی کا کوئی پتھر اپنے ساتھ رکھ لیتے تھے تاکہ اس سے برکت حاصل کریں، لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب اگلی نسلیں پروان چڑھیں تو انہوں نے اصل مقصد کو فراموش کر کے انہی پتھروں کی پوجا شروع کر دی۔(22)

اپنی دیگر کتب کا حوالہ:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن نے زیرِ تبصرہ کتاب "مع المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" اپنے تصنیفی سفر کے آخری دور میں لکھی ہے، اس لیے اس میں ان کی دیگر کتب کے بکثرت حوالے موجود ہیں۔ انہوں نے اپنی پہلے کی لکھی ہوئی باتوں کو اپنی اس تصنیف میں دہرانے کی بجائے مختصر طور پر ان باتوں کو بیان کر کے اپنی مفصل کتب کا حوالہ دے دیا ہے۔ مثال کے طور پر ولادت باسعادت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے احوال کو زیادہ طوالت سے بیان کرنے کی بجائے ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی کتاب "ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا حوالہ دے دیا ہے کہ تفصیل اس کتاب میں دیکھ لی جائے۔(23)

اسی طرح ان کی کتاب "تراجم سیدات بیت النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم" کا حوالہ بھی اس کتاب میں نظر آتا ہے۔(24)

یہودیوں کی تاریخی مکاریوں کے بیان میں انہوں نے اپنی کتاب "اعداء البشر" کا حوالہ دیا ہے۔(25)

---

(22) مصدر سابق، ص:16

(23) بنت الشاطئ، مع المصطفیٰ ﷺ، ص:22، 26، 27، 30، 31

(24) أیضاً، ص:26، 30، 36، 46

(25) أیضاً، ص:135

واقعاتِ سیرت پر غور وفکر:

عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ مصنفین سیرت نگاروں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے کے لیے گزشتہ تحریر شدہ کتبِ سیرت میں سے واقعاتِ سیرت کا انتخاب کر کے ایک نئی کتاب مرتب کر لیتے ہیں، لیکن ان واقعات کے اسباب و علل پر غور وفکر نہیں کرتے اور نہ ہی قاری میں یہ شوق پیدا کرتے ہیں کہ وہ مطالعہ سیرت کے دوران اپنے ذہن کو کھلا رکھیں تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ جو واقعہ وہ پڑھ رہے ہیں، وہ ویسے ہی کیوں پیش آیا۔ ڈاکٹر بنت الشاطی نے اپنی اس کتاب کو اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ بسا اوقات وہ قاری کو رک کر غور کرنے کی دعوت دیتی ہیں اور ایک سوال اس کے سامنے رکھتی ہیں۔ پھر خود اس کا جواب تحریر کر دیتی ہیں تاکہ قاری خلجان کا شکار نہ رہے۔ مثال کے طور پر جب وحی کا آغاز ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ”مجھے امید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی ہوں گے۔“

ڈاکٹر عائشہ یہاں یہ سوال اٹھاتی ہیں کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں یہ خیال کیوں پیدا ہوا اور انہیں یہ امید کیوں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی ہوں گے جبکہ عرب سارا بت پرستی میں گھرا ہوا تھا؟

پھر خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتی ہیں کہ دراصل خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی عقل مند اور دانش ور خاتون تھیں۔ وہ ارد گرد کے تمام حالات کا جائزہ لیتی رہتی تھیں اور عرب روایات میں جن غیر معمولی واقعات کو نسلاً بعد نسلٍ سینہ بہ سینہ منتقل کیا جا رہا تھا، ان سے خوب واقف تھیں۔ اسی طرح عرب میں رہنے والے کاہن، یہودی اور عیسائی جو پیش گوئیاں کرتے رہتے تھے، ان سے بھی آشنا تھیں۔ انہیں مختلف قرائن مثلاً واقعۂ فیل، اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی طرح عبد اللہ بن عبد المطلب کی قربانی جیسے واقعات سے یہ محسوس ہو چکا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ علاوہ ازیں انہیں اپنے شوہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار کا بھی بخوبی علم تھا کہ وہ کس قدر پاکباز شخصیت ہیں۔ اس لیے جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی غارِ حرا کے واقعات سنے تو انہیں فوراً اسی بات کا خیال آیا کہ ہو نہ ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے نبی ہیں۔ مزید تصدیق کے لیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جنہوں نے سابقہ آسمانی کتابوں کے علم کی بدولت ان کے خیال پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔(26)

(26) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:44 – 45

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کم تھی، جبکہ مشرکوں کی تعداد تین گنا زیادہ تھی۔ مسلمانوں کے پاس ہتھیار اور سواریاں بھی کم تھیں جبکہ مشرکین آلات حرب وضرب سے لیس اور وافر سواریاں رکھتے تھے، پھر بھی مسلمان غالب آ گئے اور مشرکین مغلوب ہو گئے۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ ڈاکٹر عائشہ عبدالرحمن اس حوالہ سے لکھتی ہیں:

مادی اعتبار سے بلا شبہ مشرکین کا پلہ بھاری تھا، لیکن ایمانی اور روحانی اعتبار سے مسلمان کہیں زیادہ مالا مال تھے۔ کیونکہ مشرکین فخر و غرور اور ریاکاری کے لیے نکلے تھے۔ ان کا مقصد سرکشی کرنا، دشمنی نکالنا، اپنے قافلہ کو بچانا اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مؤمنوں سے انتقام لینا تھا جو قریش کے غصے کی پروانہ کرتے تھے۔ جبکہ مسلمان اپنے دین کی خاطر جہاد کرنے، حریتِ عقیدہ کے اپنے حق کے تحفظ اور بت پرست قریشیوں کے ظلم وستم پر غم وغصہ کو مٹانے کے لیے نکلے تھے۔ چنانچہ جہاں بھی حق وباطل میں مقابلہ ہو گا، جہاں بھی ایک طرف حق کے پیروکاروں اور ضلالت وسرکشی کے مہ خواروں کا مقابلہ ہو گا تو وہاں قلتِ تعداد کے باوجود مؤمن کثرتِ تعداد کے حاملین کفار پر غالب آئیں گے۔" (27)

عقل پرستوں پر تنقید:

ڈاکٹر عائشہ بنت الشاطی نے اپنی اس کتاب میں واقعاتِ سیرت کے بیان میں ان لوگوں پر لطیف انداز میں تنقید کی ہے جو عقل کو بنیاد بنا کر بعض ارہاصات و معجزات اور واقعاتِ سیرت کا انکار کر دیتے ہیں۔ ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو غیر معمولی واقعات پیش آئے، ان کی طرف اشارہ کر کے مؤلفہ لکھتی ہیں:

"عصر حاضر کے وہ افراد جو ان روایات کے حوالہ سے شکوک وشبہات کا شکار ہیں، اور انہیں من گھڑت سمجھتے ہیں یا قصہ گو واعظین کا اضافہ سمجھتے ہیں، ہم ان سے بحث نہیں کرنا چاہتے، کیونکہ تاریخ سے یہ واقعات ثابت شدہ ہیں، بھلے ہم ان کی کوئی بھی تاویل کر لیں۔" (28)

دوسری جگہ لکھتی ہیں کہ ولادتِ نبوی سے پہلے سیدہ آمنہ کو جو غیبی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور جو خواب وہ دیکھا کرتی تھیں، اولین سیرت نگاروں اور مؤرخین اسلام نے انہیں قابلِ اعتماد راویوں سے نقل کیا ہے۔ بعض نئے محققین ان کے بارے میں شکوک وشبہات کا شکار ہیں اور بعض تو بالکل ہی ان کے انکاری ہیں۔ ہم نہ اول الذکر لوگوں سے بحث کرنا چاہتے ہیں

(27) أیضاً، ص:187

(28) نفس المصدر، ص:17

اور نہ آخر الذکر محققین سے۔ یہ لوگ جدیدیت اور سائنس کا نام لے کر ان واقعات کو خلافِ عقل قرار دیتے ہیں جیسا کہ بوڈلے نے اپنی کتاب "الرسول" میں لکھا ہے۔ ان لوگوں پر تعجب ہے کہ دنیا کی ساری مائیں اپنے ہونے والے بچوں کے حوالہ سے کوئی خوش کن خواب دیکھیں تو اسے درست سمجھتے ہیں، لیکن سیدہ آمنہ ایسا کوئی خواب بیان کریں تو اسے محال جانتے ہیں۔ ۔۔خلافِ عقل تو یہ بات ہے کہ ہم آمنہ کو بشریت اور مامتا کی آرزوؤں سے خالی قرار دے دیں، جبکہ ان سے پہلے اور بعد کی حاملہ خواتین بھی ایسی غیبی آوازیں سنتی رہی ہیں اور اس طرح کے خواب دیکھتی رہی ہیں۔(29)

مستشرقین ومعاندینِ اسلام پر تنقید:

وہ غیر مسلم جو مختلف اغراض ومقاصد کے تحت اسلامی علوم ومعاشرت کا مطالعہ کرتے ہیں اور اپنے مطالعہ کا حاصل دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں، مستشرقین کہلاتے ہیں۔ ان لوگوں کی زیادہ تر کاوشوں کا نصب العین اسلام پر اعتراض کرنا اور اسے کم تر دین ثابت کرنا ہوتا ہے۔ اس غرض سے یہ مسلم تاریخ کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور جہاں بھی موقع ملتا ہے، وہ اعتراض کرنے سے چوکتے نہیں ہیں۔

واقعاتِ سیرت کے بیان میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی تو اس وقت وہ بہت چھوٹی عمر کی تھیں۔ مستشرقین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ پر اعتراض کی غرض سے اس بات کو بہت اچھالتے ہیں۔ اس حوالہ سے ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن لکھتی ہیں:

"کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بچی تھیں؟ جیسا کہ بعض مستشرقین ان کے بارے میں یہی بات کہنا پسند کرتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ پندرہ صدیوں پرانے عرب معاشرے میں عورت کی ذہنی اٹھان کو موجودہ مغربی معاشرے پر قیاس کرتے ہیں۔ ہماری تاریخ تو یہ جانتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی بہت ذہین فطین تھیں۔ جس کا ثبوت ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے پہلے دن سے ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔"(30)

(29) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:29 – 30

(30) ایضاً ص:156

گویا ڈاکٹر عائشہ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اگرچہ سیدہ عائشہ ؓ عمر میں چھوٹی تھیں، لیکن وہ آج کل کی مغربی لڑکیوں کی طرح نہیں تھیں۔ بلکہ وہ بہت ذہین وفطین تھیں اور اپنے ارد گرد کے سارے ماحول کو جانتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری تاریخ اسلامی میں ان کے کردار کے گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔

مستشرقین کی طرف سے اکثر اوقات یہ اعتراض بھی اٹھایا جاتا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، تو طاقت کم ہونے اور افرادی قوت کی کمی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد نہ کیا اور نہ کسی کو مسلح جواب دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن لکھتی ہیں کہ "اس کی یہ وجہ نہیں تھی کیونکہ مدینہ میں بھی ابھی طاقت کم تھی اور افرادی قوت کی کمی کا سامنا تھا کہ جہاد فرض کر دیا گیا۔ اصل وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اسی بات میں تھی کہ مکی دور میں وہ لوگ مسلمان ہوں جو مخلص ہوں اور اپنی آزادی رائے سے مسلمان رہیں۔ مشرکین کی طرف سے ظلم وزیادتی کا سبب بھی یہی تھا کہ خالص اور پختہ مؤمن نکھر کر سامنے آجائیں۔(31)

اسماء نگاری کا اسلوب:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن کی سیرت نگاری کا یہ اہم پہلو ان کی زیر تبصرہ کتاب سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ شخصیات کو ان کے مکمل نام سے ذکر کرنا مناسب سمجھتی ہیں۔ مثال کے طور پر ابو بکر صدیق ؓ کے ہاتھ پر جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، فاضلہ مؤلفہ نے ان کے نام یوں لکھے ہیں:

"عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس، زبیر بن عوام بن خویلد اسدی، عبد الرحمن بن عوف زہری، سعد بن ابی وقاص زہری، طلحہ بن عبید اللہ تیمی۔" (32)

مذکورہ بالا صحابہ کی فہرست کو مرتب کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحبہ نے ہر صحابی کے قبیلہ کا نام بھی ذکر کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مکہ میں ان صحابہ کا معاشرتی مقام کیا تھا۔

غزوہ بدر کا سبب بننے والے قافلے کے سردار کا نام ابو سفیان مشہور ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ان کا مکمل نام ذکر کیا ہے:

"ابو سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس"(33)

---

(31) بنت الشاطئ، مع المصطفی ﷺ، ص:177

(32) اَیضاً، ص:47

ہجرتِ مدینہ کے بعد مدینہ میں بسنے والے یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو جانچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کیے اور کچھ اعتراضات پیش کیے۔ عمومی طور پر کتبِ سیرت میں لکھا جاتا ہے کہ کسی یہودی نے سوال کیا یا ایک یہودی نے اعتراض کیا۔ لیکن ڈاکٹر عائشہ نے اپنی اس کتاب میں ان معترضین اور سائلین کے نام بھی درج کیے ہیں۔ مثال کے طور پر لکھتی ہیں:

"ابو صلوبا الفیطونی نے اعتراض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معجزہ عطا نہیں کیا۔ ابن حرملہ نے کہا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ کے مطابق اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے کہیں کہ ہم سے کلام کرے۔ جبل بن ابی قشرہ اور شمویل بن زید نے کہا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ کے مطابق سچے نبی ہیں تو بتائیے کہ قیامت کب آئے گی؟" (34)

اس کے علاوہ دیگر یہودی معترضین کے نام بھی لکھے ہیں جو قاری کے لیے معلومات افزا ہی نہیں، مؤلفہ کی وسعتِ مطالعہ کی بھی بین دلیل ہے۔

اسلوبِ اندراجِ اشعار:

ڈاکٹر عائشہ چونکہ ادیبہ تھیں، اس لیے انہوں نے اپنی اس کتاب میں بہترین نثر کے ساتھ اشعار بھی درج کیے ہیں۔ واقعاتِ سیرت کے بیان میں جو اشعار مسلمانوں یا غیر مسلموں کی طرف سے کہے گئے، ان کا اندراج کیا گیا ہے۔ جیسا کہ غزوہ بدر کے بیان میں بہت سے اشعار درجِ کتاب ہیں۔ (35)

بیانِ شانِ نزول کا اسلوب:

ڈاکٹر عائشہ کا اختصاصی میدان قرآن اور تفسیر قرآن ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنی اس کتاب میں واقعاتِ سیرت کے بیان میں مختلف آیاتِ قرآنی کے شانِ نزول کو بھی واضح کیا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ اللیل کی آخری آیات کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئیں جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے کمزور اور غلام مسلمانوں کو خرید کر آزاد کرنا شروع کر دیا۔ ان کے والد نے سمجھایا کہ اگر غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا ہی مقصد ہے تو ذرا طاقتور غلاموں کو خرید کر آزاد کرو

(33) أیضاً، ص:182

(34) نفس المصدر، ص:170

(35) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:186 – 188

تا کہ کل کو وہ تمہارے کام آئیں۔ اس پر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو رب تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے یہ کام کرتا ہوں۔ میرا کوئی ذاتی مقصد نہیں ہے۔(36)

سورۃ آل عمران کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ہجرتِ مدینہ کے بعد نازل ہونے والی دوسری سورت ہے۔(37)

اختصار اور جامعیت کا اسلوب:

فاضلہ مؤلفہ نے اپنی اس کتاب میں اختصار اور جامعیت کو ہر موقع پر ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت، ماہِ ولادت، یومِ ولادت اور سن ولادت میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیرت نگار حضرات ولادت باسعادت کے بیان میں ان چیزوں کے تعین پر بہت زور آزمائی کرتے ہیں اور بہت سے قرطاس ابیض کو حِبرِ اسود سے سیاہ کر ڈالتے ہیں اور نتیجہ پھر بھی قاری کے لیے پریشان کن رہتا ہے۔ ڈاکٹر بنت الشاطی نے اس ساری بحث کو تین چار سطروں میں یوں سمیٹا ہے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں 12 ربیع الاول، بروز سوموار بوقت فجر پیدا ہوئے جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت ہے۔ کچھ لوگوں نے واقعہ فیل سے ولادت نبوی کے ایام کی تحدید کرتے ہوئے پچاس دن قرار دیا ہے۔ یہی بات زیادہ تر سیرت نگاروں اور مؤرخین کے نزدیک درست اور مشہور ہے جیسا کہ سہیلی نے الروض الانف میں نقل کیا ہے۔ دیگر سیرت نگاروں نے بس اتنا کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام الفیل میں پیدا ہوئے تھے۔" (38)

تطبیق روایات کا اسلوب:

سیرت النبیصلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معروف واقعہ "اسراء و معراج" ہے۔ سیرت نگاروں کا اس حوالہ سے اختلاف ہے کہ اس واقعہ کی ابتداء کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما تھے۔ بعض روایات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں حطیم کے اندر تھے اور بعض روایات کے مطابق ام ہانی کے گھر استراحت فرما تھے۔ اول الذکر موقف کی تائید سورۃ بنی

(36) اَیضاً، ص:49

(37) اَیضاً، ص:168

(38) اَیضاً، ص:31

اسرائیل کی پہلی آیت سے ہوتی ہے۔ مؤلفہ لکھتی ہیں کہ دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ مسجدِ حرام سے حرم مراد لے لیا جائے۔ اس طرح ام ہانی کا گھر بھی حرم کے اندر آجائے گا اور دونوں مواقف میں تضاد باقی نہیں رہے گا۔(39)

نادر معلومات:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے حوالہ سے مشہور روایت یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ جب انہوں نے اپنی بہن اور بہنوئی کے قبولِ اسلام کے متعلق سنا تو پہلے ان کی خبر لینے کے لیے ان کے گھر گئے اور وہاں قرآن سنا تو اس سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ بعض سیرت نگار یہ ذکر کرتے ہیں کہ اس سے پہلے وہ ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں قرآن کی تلاوت سن کر اس سے کچھ متاثر ہو چکے تھے۔ لیکن ان کا دل پھر بھی مسلمانوں کے لیے سخت ہی رہا۔ عام کتبِ سیرت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام سے پہلے کے انہی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے، لیکن ڈاکٹر عائشہ نے ذکر کیا ہے کہ ہجرتِ حبشہ کے موقع پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب ام عبد اللہ بنت عامر کو ہجرت کے لیے تیار دیکھا تو پوچھا کہ کہاں جا رہی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ تم لوگوں کے ظلم و ستم اور اذیتوں سے بچنے کے لیے اس شہر کو چھوڑ کر جا رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کوئی بہتر جگہ عطا فرما دے۔ اس پر عمر نے کہا: جاؤ! اللہ تمہارا ساتھی بنے۔ ام عبد اللہ کا بیان ہے کہ یہ کہتے ہوئے عمر بہت غمگین معلوم ہو رہے تھے۔(40)

ایسے واقعات کا اندراج مؤلفہ کی وسعتِ مطالعہ کا ثبوت ہے۔

سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھتی ہیں کہ آپ نسباً تمیمی ہیں اور ولاءً خزاعی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں غلام بنائے گئے تھے۔ پھر خزاعہ قبیلہ کی ایک خاتون نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا، اس لیے ولاءً خزاعی ہیں۔(41)

غزوہ بدر کے مسلمان مشارکین کی تعداد عموماً 313 بیان کی جاتی ہیں۔ لیکن ڈاکٹر عائشہ نے تیقن کے ساتھ 314 لکھی ہے۔ انہوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ 83 مہاجر تھے۔ انصار میں سے اوس قبیلے کے 91 افراد تھے اور خزرج قبیلے کے 140 افراد نے شرکت کی تھی۔(42)

(39) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:105

(40) أیضاً، ص:93

(41) أیضاً، ص:50

عام سیرت نگار یہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ بدر میں کفار کے ستر افراد مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے۔ بنت الشاطیؒ اپنی وسیع معلومات کی روشنی میں ذکر کرتی ہیں کہ مقتول تو ستر ہی تھے، لیکن اسیرانِ بدر کی تعداد 66 تھی۔(43)

کتاب کے مصادر و مراجع:

کتاب کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فاضلہ مؤلفہ نے اپنی اس کتاب کا مواد مستند اور امہات کتب سیرت و تاریخ وحدیث سے اخذ کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ نے زیادہ تر سیرت ابن ہشام کے مواد اور ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ علاوہ ازیں بوقتِ ضرورت معاصر مسلم بلکہ غیر مسلم مؤلفین کا بھی حوالہ دیا ہے۔ ذیل میں اس کتاب کے مصادر و مراجع کو درج کیا جارہا ہے:

1. سیرت ابن ھشام از عبد الملک بن ھشام (المتوفی: 213ھ۔) کتاب میں اس کا حوالہ بے شمار جگہوں پر آیا ہے۔
2. کتاب الاموال از ابو عبید القاسم بن سلام (المتوفیٰ: 224 ھ۔) اسلام کے مالیاتی نظام کو بیان کرنے والی اولین کتب میں سے ہے۔ ص 164 پر اس کا حوالہ ہے۔
3. الطبقات الکبریٰ از ابو عبد اللہ محمد بن سعد (المتوفیٰ: 230ھ۔) تراجم صحابہ اور تابعین پر مشتمل امہات کتب میں شمار ہوتی ہے۔ ص 144 اور 230 اس کا حوالہ ہے۔
4. مصنف ابن ابی شیبۃ از ابو بکر بن ابی شیبۃ (المتوفیٰ: 235ھ۔)۔ متن حدیث کی متداول اولین کتب میں سے ہے۔ فاضل مؤلف نے اس کتاب میں مرفوع احادیث کے پہلو بہ پہلو موقوف اور مقطوع روایات بھی ذکر کی ہیں جس سے خیر القرون کے احوال و نظریات کا بخوبی علم ہوتا ہے۔
5. صحیح بخاری از امام محمد بن اسماعیل البخاری (المتوفیٰ: 256ھ۔) متن حدیث کی مشہور کتاب ہے۔
6. صحیح مسلم از امام مسلم بن حجاج قشیری (المتوفیٰ: 261ھ۔)۔ بخاری کے بعد اس کتاب کا درجہ ہے۔
7. تاریخ طبری از ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفیٰ: 310ھ۔) تاریخ کی مشہور کتاب جس میں مؤلف نے اپنی اسناد بھی ذکر کی ہیں۔

---

(42) ایضاً، ص: 184

(43) بنت الشاطیؒ، مع المصطفی ﷺ، ص: 185

8. تفسیر طبری از ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفیٰ:310ھـ) تفسیر کی مشہور کتاب جس میں مؤلف نے اپنی اسناد بھی ذکر کی ہیں۔
9. الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب از ابو عمر یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر (المتوفیٰ:463ھـ) احوالِ صحابہ پر مشتمل بہترین تالیف۔ ص220 پر اس کا حوالہ ہے۔
10. الروض الانف از عبد الرحمن السہیلی (المتوفی: 581ھـ) یہ سیرت ابن ہشام کی مشہور شرح ہے۔ مؤلفہ نے اس سے بھی استفادہ کیا ہے۔
11. السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین از محب الدین احمد بن عبد اللہ الطبری (المتوفیٰ: 694 ھـ) ازواج مطہرات کے حالاتِ زندگی پر مشتمل تصنیف ہے۔
12. عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر از محمد بن محمد ابن سید الناس (المتوفیٰ:734ھـ) متاخرین کی کتبِ سیرت میں ایک معتبر نام ہے۔ ص164 اور 229 اس کا حوالہ ہے۔
13. الاصابہ فی تمیز الصحابہ از احمد بن علی ابن حجر عسقلانی (المتوفی:852ھـ) صحابہ کے حالات میں ڈاکٹر صاحبہ نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔
14. وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ از علی بن عبد اللہ السمہودی (المتوفیٰ: 911ھـ) مدینہ منورہ کے تفصیلی حالات پر بہترین کتاب ہے۔ کتاب کے ص135 پر اس کا حوالہ ہے۔
15. تاریخ الیہود فی جزیرۃ العرب از ابو ذؤیب اسرائیل ولفنسون۔ ایک یہودی کی تالیف ہے جو جزیرۃ العرب میں یہودیوں کی تاریخ بیان کرتی ہے۔ کتاب کے ص134 پر اس کا حوالہ موجود ہے۔

خفیف نکات (وفوق کل ذی علم علیم):

کتاب میں در آنے والے چند غیر تحقیقی نکات حسبِ ذیل ہیں:

حوالہ جات کی عدم فراہمی:

ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن کی یہ کتاب اگرچہ مستند مواد پر مشتمل ہے، اور وقتاً فوقتاً وہ کتبِ سیرت کا حوالہ بھی دیتی ہیں، لیکن فاضلہ مؤلفہ نے ہر قول اور اثر کا حوالہ دینے کا اہتمام نہیں کیا۔ اس کی مثال تقریباً ہر صفحہ پر موجود ہے۔

ترجیحِ روایات سے گریز:

فاضلہ مؤلفہ نے اپنی اس کتاب میں زیادہ انہی روایات کو درج کیا ہے جو ان کے نزدیک مستند تھیں۔ بسا اوقات وہ مختلف روایات کو بھی درج کرتی ہیں، لیکن ان میں ترجیح نہیں دیتیں جس سے قاری خلجان کا شکار رہتا ہے۔ مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا تھا یا روحانی؟ اس حوالہ سے ڈاکٹر صاحبہ نے دونوں طرح کی روایات درج کی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی۔(44) جس سے قاری یہ جاننے سے قاصر رہتا ہے کہ بنت الشاطی کا اس حوالہ سے کیا نظریہ تھا۔ یہ اس کتاب کا ایسا کمزور پہلو ہے جو اپنے قاری کو دوراہے پر کھڑا کر دیتا ہے۔

تاریخی ترتیب کا عدم لحاظ:

امہات کتب سیرت اور تاریخ سے یہ بات ملتی ہے کہ ہجرتِ حبشہ 5 نبوی میں ہوئی اور سیدنا حمزہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما چھ نبوی میں مسلمان ہوئے۔(45) لیکن مؤلفہ نے سیدنا حمزہ کا قبولِ اسلام ہجرت حبشہ سے پہلے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشرف بہ اسلام ہونا ہجرت حبشہ کے بعد ذکر کیا ہے۔(46)

ڈاکٹر عائشہ نے اپنی اس کتاب میں جہاں کسی شخصیت کا ذکر آیا تو اس کے مختصر حالات وہیں درج کر دیے ہیں، مثال کے طور پر بیعت عقبہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بطور معلم مدینہ بھیجنے کا ذکر آیا تو وہاں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے ہجرتِ مدینہ تک کے مختصر واقعات نقل کر دیے ہیں۔(47)

غزوہ بدر 2 ہجری میں ہوا اور غزوہ احد 3 ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ مؤلفہ نے ان دونوں واقعات کو ان کی تاریخی ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے اور اس کے بعد غزوہ بنو قینقاع کے واقعات لکھے۔ جبکہ ڈاکٹر صاحبہ کی اپنی تحقیق کے مطابق غزوہ بنو قینقاع 2 ہجری میں ہوا تھا۔ یہ بھی تاریخی ترتیب کا لحاظ نہ رکھنے کی ایک مثال ہے۔(48)

---

(44) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:105 – 106

(45) ابن سعد، الطبقات الکبری، ج:3، ص:6۔ وابن حزم، جوامع السیرۃ، ص:51

(46) بنت الشاطئ، مع المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، ص:67، 85، 93

(47) أیضاً، ص:128

(48) أیضاً، ص:201

ڈاکٹر صاحبہ کی طرف سے اس کا یہ عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کی ترتیب یونہی رکھی ہے کہ ہجرت مدینہ کے بعد پہلے مشرکین سے جو معرکے پیش آئے، ان کا تذکرہ کیا، پھر یہودیوں کے ساتھ جو واقعات ہوئے، انہیں درج کتاب کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزوہ بنو قینقاع کے بعد بنو نضیر کی جلاوطنی اور بنو قریظہ کی بدعہدی کا تذکرہ کیا ہے اور غزوہ احزاب کے واقعات بیان نہیں کیے۔ اس کے فوراً بعد غزوہ خیبر کا ذکر ہے اور اس کے بعد صلح حدیبیہ کے واقعات نقل کیے ہیں۔ جبکہ غزوہ خیبر 7 ہجری میں ہوا اور صلح حدیبیہ 6 ہجری کے آخر میں ہوئی تھی۔

ہجرتِ مدینہ کے ضمن میں مدینہ کی پوری تاریخ طوفانِ نوح سے بعثت نبوی تک مختصراً ذکر کی ہے۔(49)

یہ اسلوب اگرچہ قاری کے لیے معلومات افزا ہے، لیکن اس سے مطالعہ سیرت کی روانی میں تعطل آجاتا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس آرٹیکل میں مصر کی مشہور مفسرہ اور ادیبہ ڈاکٹر عائشہ عبد الرحمن ہیں جو بنت الشاطئ کی کنیت سے معروف ہیں کی سیرت پر رقم کردہ کتاب "مع المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں محترمہ عائشہ نے ادبی انداز میں واقعاتِ سیرت کو درج کیا ہے اور مختصر مگر جامع انداز میں تمام واقعاتِ سیرت کو بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی اہم خصوصیات حسبِ ذیل ہیں: اولین و مستند مصادرِ سیرت سے استفادہ، واقعاتِ سیرت پر غور و فکر، عقل پرستوں پر تنقید، مستشرقین و معاندینِ اسلام پر تنقید، اختصار اور جامعیت، تطبیق روایات، نادر معلومات۔ جبکہ خفیف نکات میں حوالہ جات کی عدم فراہمی، ترجیحِ روایات سے گریز اور تاریخی ترتیب کا عدم لحاظ ہے۔

نتائج تحقیق وسفارشات:

1. عائشہ بنت الشاطی کی سیرت نگاری کا انداز کافی حد تک تجزیاتی ہے۔
2. فاضلہ مؤلفہ نے ادبی اسلوب میں اس کتاب کو تحریر کیا ہے جو عربی زبان وادب کے قارئین کو اپنے سحر میں جکڑ لیتا ہے۔
3. عائشہ بنت الشاطی نے سیرت النبی کے مختلف مراحل کو الگ الگ بیان کیا ہے تاکہ فہم سیرت میں آسانی ہو۔
4. فاضلہ مؤلفہ نے بیانِ سیرت میں مستشرقین کے اعتراضات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ان کے شافی جوابات دیے ہیں۔
5. فاضلہ مؤلفہ نے قدیم روایات کو مد نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ جدید دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا ہے اور سیرت سے عصری

(49) ایضاً، ص:134.

رہنمائی فراہم کی ہے۔

6. یہ کتاب اس قابل ہے کہ اردو دان طبقہ کے لیے اس کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔